شذرات

پاکستان اپنی زندگی کے جس تعمیری مرحلے میں اس وقت داخل ہو رہا ہے، اُس میں یہ اشد ضروری ہے کہ پاکستانی ملت کا ہر طبقہ اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس تعمیر میں بھرپور حصّہ لے۔ اب تعمیر صرف کارخانے لگانا، دریاؤں پر بند باندھنا اور بنجر اراضی کو آباد کرنا نہیں ہے، بلکہ وہ معنوی روح جو قوم کو ان کاموں پر اُبھارتی اور اُس کے اندر مثبت اخلاق پیدا کرتی ہے، اُسے قومی زندگی میں برسرِکار لانا بھی تعمیر ہے۔ اب یہ معنوی روح مذہب سے پیدا ہوتی ہے، تعلیم سے پیدا ہوتی ہے اور اسے صحت مند ادب پیدا کرتا ہے۔

خدا کے فضل سے پاکستان میں علماء کرام کی بہت بڑی تعداد ہے، اور دینی مدارس بھی بکثرت ہیں اگر ہمارے ہاں کی مذہبی سرگرمیوں کا مقصد قوم کے اندر یہ معنوی روح پیدا کرنا ہو جائے، تو استحکام، فارغ البالی، حُسنِ اخلاق اور حُسنِ عمل کی وہ منزل جس کی طرف ملت کا کارواں رواں ہے کم سے کم مدت میں سر ہو سکتی ہے۔

آج مذہبی حلقوں اور ان سے تعلق رکھنے والوں کے سامنے سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ مذہبی سرگرمیوں کا رُخ کس طرح قوم میں معنوی روح کو بیدار اور متحرک کرنے کی طرف موڑا جائے، کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ جب تک علماء کرام اس کام کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے، ہماری تعمیری جدوجہد صحیح معنوں میں کبھی بارآور نہیں ہو سکتی۔

محکمہ اوقاف کے سامنے اور کاموں کے علاوہ سب سے بڑا اور اہم کام یہ ہے کہ ملّی زندگی میں علماء دین کا ایک فعّال اور تعمیری کردار ہو۔ اور وہ جو دینی تعلیم دیتے ہیں، مساجد میں نمازوں کی امامت کراتے ہیں جمعوں کے خطبے دیتے ہیں اور عام اجتماعات میں وعظ و ارشاد کرتے ہیں، تو اِن سب کا عملی نتیجہ یہ نکلے کہ جہاں ہم ایمان و اعمال صالح میں اچھے ہوں۔ وہاں علماء کرام کی اِن مساعی سے پاکستانی ملت میں اتحاد و اتفاق بڑھے۔ تمام مسلمان اسلام کی اساس پر "بنیان مرصوص" بنیں۔ یہ ملک مضبوط ہو، ترقی کرے اور اس میں بسنے والے سب مسلمان آسودہ حال و مطمئن ہوں۔ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ اس میں سب سے محرک قوت اسلام ہے۔ اور اس کے سامنے سب سے بڑا مقصد اسلام کا احیاء اور انفرادی و اجتماعی زندگی کو اسلامی اُصولوں پر ڈھالنا ہے۔ اب اگر ہمارے علمائے کرام کی موجودہ مذہبی سرگرمیوں سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا تو پھر قوم کس کی طرف رجوع کرے اور کس سے اپنی مراد پائے۔

پاکستان کو لازماً متحد ہونا ہے۔ اور اتحاد ہی ایک ملک کی ہمیشہ سب سے بڑی قوت رہا ہے۔ اگر اتحاد نہ ہو تو ایک ملک نہ بیرونی جارحیت سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اور نہ اسے اندرونی استحکام ہی میسر آسکتا ہے، اس کے ترقی کرنے کا سوال تو الگ رہا۔

اب محکمہ اوقاف کو جس سے کسی حد تک مغربی پاکستان کی مذہبی سرگرمیاں متعلق ہیں، لابدی طور پر یہ دیکھنا ہے کہ اُن سے ملک و قوم کی یہ ضرورتیں پوری ہوتی ہیں یا نہیں۔ اگر ان مذہبی سرگرمیوں سے قوم میں اتحاد کے بجائے باہمی منافرت کو ہوا ملتی ہے، اور اس طرح ملک کی سالمیت خطرے میں پڑتی ہے، تو محکمہ اوقاف اپنے فرائض کی ادائیگی سے مجرمانہ غفلت کرے گا، اگر وہ اس کی اصلاح کی طرف توجہ نہ دے۔

ایسے ہی دینی تعلیم کا وہ نصاب جس سے فارغ ہونے والے ملک و قوم کی تعمیر میں ۔۔ اور تعمیر سے ہماری مراد معنوی روح پیدا کرنا بھی ہے۔ کماحقہ مفید نہ ہوں، بلکہ اُلٹا ان سے عدم اتفاق اور بے اعتمادی کو تقویت ملے اور آپس کے فرقہ وارانہ مناقشات بڑھیں، تو اگر محکمۂ اوقاف اس قسم کے دینی تعلیم کے نصاب کو بدلنے کا اقدام نہیں کرتا، اور اس کو پڑھانے والے اداروں کی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تو یہ اُس کی اپنے فرض منصبی سے کوتاہی ہوگی۔

محکمۂ صحت عطائی حکیموں اور "ڈاکٹروں" کے سدباب کے سلسلے میں قواعد و ضوابط بنا رہا ہے اور طب کے پیشہ سے تعلق رکھنے والوں کو ایک مستقل نظام میں رجسٹر کیا گیا ہے۔ کیا محکمۂ اوقاف کا یہ کام نہیں کہ جہاں تک بھی ممکن ہو اور جس حد تک بھی موجودہ حالات اجازت دیں، دینی و عربی مدارس کو کسی نہ کسی نظام کے تحت لایا جائے۔ تاکہ یہ قوم و ملک کی تعمیر و ترقی میں ایک مثبت اور فعّال کردار ادا کرنے کے قابل ہوسکیں۔

دیر یا سویر محکمۂ اوقاف کو ان امور سے عہدہ برآ ہونا ہے، اور جتنی جلد وہ ان سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرے، ملک و قوم کے لئے اچھا ہے۔ دنیا میں کوئی بھی ایسا مسلمان ملک نہیں، جہاں مذہبی سرگرمیاں محکمۂ اوقاف یا اس طرح کے دوسرے انتظامیہ شعبوں سے متعلق نہ ہوں۔ یہ چیز خود ان عربی و دینی مدارس کے حق میں اچھی ہے۔ اس سے ان کی حالت بہتر ہوگی، اور اس میں کام کرنے والوں کا وقار بڑھے گا۔

مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم پچیس سال کی جلاوطنی کے بعد جب واپس وطن آئے تھے، تو آتے ہی کلکتہ میں علماء کے اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا تھا کہ علماء کو چاہیئے کہ وہ مقامی زبانوں میں دینی اصول عوام کے سامنے پیش کریں۔ کیونکہ یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ کسی قوم کی عمومی تعلیم اس کی مادری زبان کے سوا